ڈاکٹر اسرار احمد

امیر تنظیمِ اسلامی و داعیٔ تحریکِ خلافت پاکستان

کی تازہ ترین تالیف

برِّعظیم پاک و ہند میں

اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید و تعمیل

اور اس سے انحراف کی راہیں

جس میں

- اسلام کے ابتدائی انقلابی فکر اور اس میں زوال کی تاریخ کے جائزے کے بعد
- علّامہ اقبال کے ذریعے اس کی تجدید اور مولانا آزاد اور مولانا مودودی کے ہاتھوں اس کی تعمیل کی مساعی اور ان کے حاصل، اور
- "اسلام کی نشأۃِ ثانیہ میں ناگزیر تدریج اور اس کے تقاضوں" کے علاوہ
- اس فکر سے انحراف کی بعض صورتوں پر بھی تبصرہ کیا گیا ہے ——!

سفید کاغذ پر ۱۰۴ صفحات، مع دیدہ زیب ہارڈ کور —— قیمت فی نسخہ -/۳۰

توبہ واستغفار

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

اللہ تعالیٰ ہر طرح کے عیب و نقص سے مبّرا اور پاک ہے اور ہر قسم کی تعریف اور خوبی کا تنہا سزاوار ہے۔ اس نے گوناگوں مخلوق پیدا کی جس میں انسان شاہکار تخلیق ہے۔ انسان کو عقل و خرد عطا کر کے اسے فکر و ارادہ کی آزادی بخشی' حق و ناحق کی پہچان کرا دی۔ اس پر واضح کر دیا کہ اچھے اعمال میں خالق کائنات کی خوشنودی ہے اور برے اعمال میں اس کی ناراضی ہے۔ اور یہ کہ انسان کا ہر اچھا عمل اس کے لئے اچھے نتائج پیدا کرے گا جبکہ برا عمل برے نتائج کا باعث ہو گا۔ چنانچہ مکافاتِ عمل کا ظہور حیاتِ مستعار کے اختتام سے ہی شروع ہو جائے گا اور ایسی زندگی کا آغاز ہو جائے گا جو دنیا میں کیے گئے اعمال کے مطابق انتہائی دکھ یا سکھ کی زندگی ہو گی اور ہو گی بھی لامحدود۔

چونکہ کوئی انسان عیب و نقص اور کمزوری سے پاک نہیں ہو سکتا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تقصیروں اور خطاؤں کو معاف کرنے کے لئے اپنی رحمت کا اظہار کیا اور اپنے بندوں کو بتایا کہ خطا تو ان سے ہو گی مگر خطا کے بعد آدمؑ کا رویّہ پسندیدہ اور ابلیس کا رویّہ ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ بس جب کوئی خاطی خطا کا احساس کر کے اللہ کریم سے بخشش کی استدعا کرے گا تو اس کو بخش دیا جائے گا کیونکہ استغفار کرنے والا گویا معرفتِ نفس اور معرفتِ حق کا فہم رکھتا ہے' یعنی وہ خود کو عبد اور اللہ تعالیٰ کو معبود سمجھ کر عبادت کے رشتہ کو قائم رکھنا چاہتا ہے اور یہی سب سے بڑی سچائی ہے۔

انسان عقل و شعور سے کام لے کر جب اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکتا' اسے پکارتا' اس سے دعا اور استغفار کرتا ہے تو وہ حقیقت پسندی کی وجہ سے اپنے خالق و مالک کے قریب تر ہو جاتا ہے۔ یوں سمجھئے کہ انسان کا گناہ و خطا کرنا اور پھر اس خطا کی معافی کے لئے خدا کو پکارنا رب العزت کو بہت پسندیدہ ہے۔ چنانچہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

کہ "اگر تم سب لوگوں سے گناہ سرزد نہ ہوا کریں تو اللہ ایک ایسی مخلوق پیدا کرے گا جن سے گناہ ہوا کریں' پھر اللہ ان کی بخشش فرمایا کرے"۔ (صحیح مسلم' عن ابی ایوب انصاری)

اسی طرح صحیحین کی ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کے توبہ و استغفار پر رب العزت کی رضامندی اور خوشی کا اظہار ایک خوبصورت تمثیل کے ذریعے کیا ہے۔

عَن عبدِاللّٰہ بن مسعود قال: سمعتُ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول:

((اللّٰہُ اَفرَحُ بتوبۃِ عبدِہِ المؤمنِ مِن رجلٍ نزَل فی ارضٍ دوّیّۃٍ مُہلِکۃٍ معہ رَاحِلتُہٗ علیہا طعامُہٗ وَشرابُہ' فوَضَعَ رأسَہٗ فنامَ نَومۃً' فاستَیقَظ وَقَدْ ذھبَتْ راحلتُہ' فطلَبَہا' حتّٰی اِذَا اشْتدَّ علیہ الحرُّ وَالعطشُ اَو ماشاءَ اللّٰہُ قال اَرجِعُ الٰی مَکانِی الّذی کنتُ فیہ فاَنامُ حتّٰی اَمُوتَ' فوَضعَ رَأسَہٗ علٰی ساعدِہٖ لِیَمُوتَ' فاستَیقَظ' فاِذا راحلتُہٗ عِندَہ' علَیہا زادُہٗ و شَرابُہ' فَاللّٰہ اَشَدُّ فرحًا بتوبۃِ العبدِ المؤمنِ مِنْ ھٰذَا بِرَاحِلَتِہٖ وزَادِہٖ))

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپؐ ارشاد فرماتے تھے :

"خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس مسافر آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو (اثنائے سفر) کسی ایسی غیر آباد اور سنسان زمین پر اتر گیا ہو جو سامان حیات سے خالی اور اسباب ہلاکت سے بھرپور ہو' اور اس کے ساتھ بس اس کی اونٹنی ہو' اسی پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو۔ پھر وہ (آرام لینے کے لئے) سر رکھ کر لیٹ جائے' پھر اسے نیند آجائے' پھر اس کی آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کی اونٹنی (پورے سامان سمیت) غائب ہے۔ پھر وہ اس کی تلاش میں سرگرداں ہو' یہاں تک کہ گرمی اور پیاس وغیرہ کی شدت سے جب اس کی جان

پر بن آئے تو وہ سوچنے لگے کہ (میرے لئے اب یہی بہتر ہے) کہ میں اسی جگہ جا کر پڑ جاؤں (جہاں سویا تھا) یہاں تک کہ مجھے موت آ جائے۔ پھر وہ (اسی ارادہ سے وہاں آکر) اپنے بازو پر سر رکھ کر مرنے کے لئے لیٹ جائے۔ پھر اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس موجود ہے اور اس پر کھانے پینے کا پورا سامان (جوں کا توں محفوظ) ہے۔ تو جتنا خوش یہ مسافر اپنی اونٹنی کے ملنے سے ہوگا خدا کی قسم مومن بندے کے توبہ کرنے سے خدا اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے"۔

چونکہ خطا اور لغزش آدمی کی سرشت میں داخل ہے اور بنی آدم میں سے کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے' اس لئے وہ لوگ یقیناً خوش نصیب ہیں جو گناہ اور خطا کے بعد نادم ہو کر اپنے مالک کی طرف رجوع کریں اور استغفار کے ذریعے مغفرت حاصل کریں۔ حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ))

(رواہ ابن ماجہ' ترمذی' دارمی)

"ہر آدمی خطار کار ہے اور خطاکاروں میں وہ بہت اچھے ہیں جو (خطا اور قصور کے بعد) توبہ کریں"۔

گناہ بلاشبہ بری چیز ہے اور گناہ پر اصرار تو اور بھی برا ہے۔ گناہ کرنے سے دل پر سیاہ دھبے پڑنا شروع ہو جاتے ہیں مگر توبہ و استغفار وہ ذریعہ ہے کہ اس سے دل پر سے گناہوں کی سیاہی بھی دور ہو جاتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ' فَإِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صَقِلَ قَلْبُهُ' وَإِنْ زَادَ زَادَتْ ' حَتّٰى تَعْلُوَ قَلْبَهُ' فَذَالِكُمُ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾))

(رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

"مؤمن بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے۔ پھر اگر اس نے اس گناہ سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں معافی اور بخشش کی التجا و استدعا کی تو وہ سیاہ نقطہ زائل ہو کر قلب صاف ہو جاتا ہے اور اگر اس نے گناہ کے بعد (توبہ و استغفار کی بجائے) مزید گناہ کیے تو دل کی وہ سیاہی اور بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ قلب پر چھا جاتی ہے۔ پس یہی وہ زنگ اور سیاہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾"۔

اس حدیث سے توبہ و استغفار کی ضرورت اور گناہوں پر اصرار کی شناعت واضح ہے۔

یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ توبہ و استغفار صرف عاصیوں اور گنہگاروں ہی کا کام ہے اور انہی کی ضرورت ہے' بلکہ حقیقت یہ ہے کہ توبہ و استغفار اللہ تعالیٰ کے خاص اور مقرب بندوں حتیٰ کہ انبیاء کرام کا بھی عمل رہا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے احکامِ خداوندی پر حد درجہ عمل کرنے کے باوجود بھی محسوس کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا بالکل حق ادا نہیں ہو سکا اور مسلسل توبہ و استغفار کرتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنی نمازوں تک کو قابل استغفار سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کا سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کہتے تھے' یعنی اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے بخشش و معافی چاہتا ہوں۔ صرف یہی نہیں بلکہ صحیح احادیث میں آپ کا کثرت کے ساتھ استغفار کرنے کا معمول ملتا ہے۔ اس ضمن میں صحیح مسلم کی حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں :

عَنِ الاغرّ المُزنی قال قال رسولُ اللّٰہ صلّی اللّٰہُ عَلیہ وسلّم : ((یٰاَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوا اِلَی اللّٰہِ' فَاِنِّی اَتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْیَوْمِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ))

"حضرت اغر مزنی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :
"لوگو! اللہ کے حضور میں توبہ کرو' میں خود دن میں سو سو دفعہ اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں"۔

اسی طرح ایک ہی مجلس میں آپ سے سو سو دفعہ استغفار کرنا بھی دیکھا گیا ہے۔

((عَنِ ابنِ عُمَرَ قالَ اِنّا کُنّا لَنَعُدُّ لِرَسولِ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ علَیہ وسَلَّم فِی الْمَجلِسِ یَقُولُ رَبِّ اغْفِرْلِی وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُورُ مِائَۃَ مَرَّۃٍ)) (رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی ایک ایک نشست میں شمار کرلیا کرتے تھے کہ آپؐ سو سو دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں رَبِّ اغفرلی وتُبْ علَیَّ انکَ انت التواب الغفور کے الفاظ ادا کرتے تھے۔"

چونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کا یہ رویّہ پسند ہے کہ جب انہیں نیکی کی توفیق ملے تو خوش ہوں اور اگر کوئی خطا یا گناہ سرزد ہو جائے تو بخشش مانگیں، اس لئے خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے یہ الفاظ حضرت عائشہ الصدیقہ سے ابن ماجہ میں مرقوم ہیں :

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ الَّذِینَ اِذَا اَحْسَنُوا اسْتَبْشَرُوا وَاِذَا اَسَاءُوا اسْتَغْفَرُوا))

"اے اللہ مجھے اپنے ان بندوں میں سے کردے جو نیکی کریں تو خوش ہوں اور جب ان سے کوئی برائی سرزد ہو جائے تو استغفار کریں"۔

استغفار کی اصل غرض وغایت تو اللہ کریم سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا ہے تا کہ بندہ ان کے وبال سے بچ جائے۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ استغفار بہت سی دوسری برکات اور فوائد بھی رکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی حدیث میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :

((مَنْ لَزِمَ الاِسْتِغفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ ضِیقٍ مَخرجًا وَمِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرجًا وَرَزَقَہٗ مِنْ حَیثُ لَایَحْتَسِبُ))

"جو بندہ استغفار کو لازم پکڑے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور ہر فکر و پریشانی سے نکلنے کی راہ نکال دیتا ہے اور اس کو اس طرح سے رزق دیتا ہے جس کا اس کو خیال بھی نہ ہو" (رواہ احمد وابوداؤد)

یہاں یہ بات پھر ذہن نشین رہے کہ توبہ و استغفار کے الفاظ کافی نہیں بلکہ گناہ اور خطا کے بعد احساس ندامت کے ساتھ رجوع الی اللہ کا طرز عمل اپنانا مطلوب ہے۔

جس شخص کی بخشش ہو گئی یوں سمجھئے کہ وہ مراد پا گیا، وہ کامیاب ہو گیا، وہ بہت خوش بخت ہے۔ پس بخشش کی طلب ہر فرد کو ہونی چاہئے۔ صرف یہی نہیں بلکہ تمام ایمان والوں کے لئے جو زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں بخشش مانگنی چاہئے۔ قرآن شریف میں منقول ایک مشہور دعا، جو اکثر لوگ نماز میں بھی پڑھتے ہیں، کے الفاظ اس طرح ہیں :

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾

"اے ہمارے رب، مجھے بخشش دے اور میرے ماں باپ کو بخشش دے اور سب ایمان والوں کو بخش دے، جس دن حساب قائم ہو۔"

پس زندوں اور وفات یافتہ ایمان والوں کی بخشش چاہنا مطلوب و مستحسن عمل ہے۔ خاص طور پر فوت شدہ لوگ دار العمل سے گزر چکنے کے بعد اب عمل کا وقت گزار چکے ہیں اور نیکیوں کی اہمیت کا ان کو اندازہ ہو چکا ہے لہٰذا ان کے حق میں استغفار اور بھی ضروری ہے کہ وہ اس کے منتظر رہتے ہیں۔ حضرت عبد اللہؓ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا : قبر میں مردے کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کے لئے چیخ پکار رہا ہو۔ وہ بیچارہ انتظار کرتا ہے کہ ماں یا باپ یا بھائی یا کسی دوست کی طرف سے دعائے رحمت و مغفرت کا تحفہ پہنچے۔ جب کسی کی طرف سے اس کو دعا کا تحفہ پہنچتا ہے تو وہ اسے دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز و محبوب ہوتا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبر والوں کو زمین پر دعا کرنے والوں کی دعاؤں کی وجہ سے اتنا عظیم ثواب ملتا ہے جس کی مثال پہاڑوں سے دی جا سکتی ہے۔ اور بے شک مُردوں کے لئے زندوں کا خاص تحفہ ان کے لئے دعائے مغفرت ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت محبوب ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت و خیر خواہی کی جائے اور ان کو نفع پہنچایا جائے۔ جیسا کہ کنز العمال میں حدیث پاک کا یہ مفہوم ہے کہ لوگوں میں سے اللہ کو زیادہ محبوب وہ بندے ہیں جو اس کی مخلوق کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچاتے ہیں۔ پس وہ لوگ بڑے خوش بخت ہیں جو نہ صرف زندوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرتے ہیں بلکہ فوت شدہ لوگوں کو بھی فراموش نہیں کرتے بلکہ ان کو دعا و استغفار کا تحفہ بھیجتے رہتے ہیں، جس سے فوت شدہ لوگ بھی مستفید ہوتے ہیں اور خود استغفار

کرنے والے بھی اجر عظیم پاتے ہیں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے معجم کبیر طبرانی میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں : "جو بندہ عام مومنین و مومنات کے لئے ہر روز ستائیس مرتبہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے وہ اللہ کے ان مقبول بندوں میں سے ہو جائے گا جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جن کی برکت سے دنیا والوں کو رزق ملتا ہے۔" اسی طرح طبرانی ہی کی ایک حدیث میں' جس کے راوی حضرت عبادہ بن صامت ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں : "جو بندہ عام ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے گا اس کے لئے ہر مومن مرد و عورت کے حساب سے ایک نیکی لکھی جائے گی"۔

استغفار عذاب خداوندی سے محفوظ و مصئون رکھنے کے لئے بھی خصوصی تاثیر رکھتا ہے۔ سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۳۳ اس طرح ہے :

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝﴾

"اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان کو عذاب دیتا جبکہ آپؐ ان میں موجود ہوں۔ اور نہ ہی اللہ ایسا تھا کہ وہ ان لوگوں کو عذاب دے جبکہ وہ استغفار کر رہے ہوں"۔

اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے جامع ترمذی کی ایک حدیث جو ابو اشعریؓ سے مروی ہے' میں آپؐ فرماتے ہیں "---- پھر جب میں گزر جاؤں گا تو قیامت تک کے لئے تمہارے درمیان استغفار کو (بطور امان) چھوڑ جاؤں گا"۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی دنیا والوں کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ آپؐ نے امت کو ہر کام کا سلیقہ سکھایا ہے۔ نہ صرف سکھایا ہے بلکہ عملی نمونہ بھی دکھادیا ہے۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کی مغفرت چاہنے کے لئے آپؐ سے دعائیں منقول ہیں۔ استغفار کے لئے یہی الفاظ موزوں ترین' مؤثر ترین اور مقبول ترین ہو سکتے ہیں۔ پس انہی الفاظ کو استغفار کے لئے اپنانا چاہئے۔ چنانچہ صحیح احادیث میں منقول استغفار کے لئے مسنون الفاظ اس طرح آئے ہیں :

۱۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔